حافظ ارشاد احمد دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ

عبدالمنان معاویہ

یادگار اسلاف، محقق، عالم دین، مصنف کتب کثیرہ، قافلۂ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے فرد فرید، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ و حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستیؒ اور محقق اہلِ سنت مولانا سید احمد شاہ چوکیرویؒ کے شاگرد رشید، امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کے شیدائی، جانشین امیر شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ کے فدائی، حضرت مولانا حافظ حکیم ارشاد احمد دیو بندی 6 صفر المظفر 1438ھ مطابق 7 نومبر 2016ء بروز سوموار کو جہان فانی سے دار باقی کی طرف کوچ کر گئے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

حضرت مولانا ارشاد احمد دیو بندیؒ 19 رمضان المبارک 1352ھ، جنوری 1934ء، بروز جمعۃ المبارک بوقت صبح صادق بستی گوپانگ بلوچ، ظاہر پیر میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام حاجی عبداللہ گوپانگ تھا، حاجی عبداللہؒ گوپانگ زاہد و متقی انسان تھے اور بانی دین پور شریف، ولی کامل پیر طریقت حضرت خلیفہ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مرید صادق تھے، انہوں نے بچے کی پیدائش پر اپنے مرشد حضرت خلیفہ غلام محمد سے بچے کے لیے دعا بھی کروائی اور نام رکھنے کی فرمائش کی، انھوں نے بچے کا نام ”ارشاد احمد“ تجویز فرمایا۔

مولانا حافظ ارشاد احمد دیو بندیؒ نے قرآن کریم دین پور شریف میں مشہور استاد میاں جی رحمہ اللہ کے پاس حفظ کیا۔ آپ کا آخری سبق برکت کے لیے جانشین شیخ الہندؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے پڑھایا۔ اسی دوران حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے نام پوچھا، جب آپ نے نام ”ارشاد احمد“ بتایا تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں ارشاد احمد نہیں، تم ”ارشاد احمد دیو بندی“ ہو، جب سے اپنے وصیت نامہ کی تحریر تک آپ اپنا نام ”حافظ ارشاد احمد دیو بندی“ ہی لکھتے رہے۔

حفظ قرآن کریم کے بعد آپ باقاعدہ مجلس احرار اسلام ہند کے رکن بن گئے، آپ نے خود تحریر فرمایا کہ: ”مجھے بچپن سے قائدین مجلس احرار اسلام کے ساتھ قلبی لگاؤ اور دلی اُنس تھا، مجلس احرار اسلام میں شمولیت سے میرے اندر خود بخود ایک قدرتی انقلاب پیدا ہوا، میری زندگی کا اصل کارنامہ اسی زندگی میں پوشیدہ ہے۔ قائدین احرار کے ساتھ میرے حقیقی قلبی روابط قائم رہے“۔

حفظ قرآن کریم کے بعد آپ نے گلستاں اور بوستاں اپنے والد ماجد سے پڑھیں پھر مُسن آباد مضافات ظاہر پیر میں مولانا غلام احمد صاحب گجراتی رحمہ اللہ سے ابتدائی کتب صرف ونحو سے لے کر مشکوٰۃ شریف تک پڑھیں، جب آپ نے مشکوٰۃ شریف ختم کی تو اپنے والد ماجد کے ساتھ سعادت حج کی غرض سے سرزمین حجاز کی جانب آپ کا پہلا سفر ہوا، جب وہاں سے واپسی ہوئی تو تحریک ختم نبوت 1953ء چل رہی تھی گرفتاریوں کا سلسلہ زوروں پر تھا آپ نے عارف باللہ

حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری رحمتہ اللہ علیہ سے دعا کروائی اور کراچی کا ٹکٹ لیا لیکن خان پور ریلوے پولیس نے خان پور میں ہی گرفتار کرلیا اور پھر'' خان پور، رحیم یار خان، سکھر، بہاول پور اور کراچی کی جیلوں میں کم وبیش پانچ ماہ گزارے، آپ نے ایام ہائے قید وبند میں درس قرآن کریم کا سلسلہ بعد نماز فجر شروع کر دیا، سکھر جیل میں آپ کو امام الاولیاء، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری علیہ الرحمہ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمہ ودیگر کئی اکابر علماء کی صحبت نصیب ہوئی۔

جیل سے رہائی کے بعد آپؒ نے مخزن العلوم خان پور میں حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی علیہ الرحمہ کے پاس دورہ حدیث شریف کے لیے داخلہ لیا دورہ حدیث حضرت درخواستی علیہ الرحمہ سے کیا، دورہ تفسیر بھی آپ نے اسی سال حضرت درخواستی علیہ الرحمہ سے کیا، دورہ حدیث شریف والے سال آپؒ نے '' مرزائیت سے بچو'' نامی ایک اشتہار چھپوایا، ایک روز بخاری شریف کا سبق ہو رہا تھا کہ پولیس ہتھکڑی لیے آ پہنچی، تو حضرت درخواستی علیہ الرحمہ نے فہم وفراست سے پولیس کو واپس بھیج دیا اور حافظ ارشاد احمد دیوبندیؒ سے کہا کہ فی الحال مدرسہ سے کسی اور جگہ چلے جاؤ، تو حافظ صاحب نے یہ عرصہ ہالیجی شریف سندھ میں ولی کامل حضرت مولانا حماد اللہ علیہ الرحمہ کے پاس بسر کیا، حافظ صاحب خود رقم طراز ہیں کہ: '' جب اس واقعہ کی اطلاع سیدنا حضرت امیر شریعت نور اللہ مرقدہ کو ہوئی تو انھوں نے از راہ شفقت مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری علیہ الرحمہ اور علامہ ارشد بہاولپوری مدیر روزنامہ کائنات بہاولپور کے ذریعے مقدمہ مکمل طور پر ختم کرا دیا''۔

1956ء میں آپ نے حافظ الحدیث حضرت درخواستی رحمہ اللہ کے پاس دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی، 1985ء میں آپ نے شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمتہ اللہ علیہ سے دورہ تفسیر پڑھا، آپ کو تین اکابر علماء سے تفسیر قرآن کریم پڑھنے کی سعادت ملی'' حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ اور شیخ التفسیر حضرت مولانا عبدالغنی جاجروی رحمہ اللہ، حضرت حافظ صاحب مرحوم مغفور نے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ کے ہاں دورۂ تفسیر ضرور کیا لیکن اس اختلافی مسئلہ میں جو جمعیت اشاعۃ التوحید والسنہ اور علمائے دیوبند میں واقع ہے وہ علمائے دیوبند کے ساتھ تھے۔

اسی طرح ایک بار فرمانے لگے کہ میں جب مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ کے پاس دورۂ تفسیر پڑھنے کے لیے گیا تو حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کا تعارفی خط میرے ہمراہ تھا۔ تو شیخ القرآن اس خط کی وجہ سے میرا کھانا اپنے گھر سے بھیجا کرتے تھے، جب بھی ان سے نشست ہوتی تو بزرگوں کے حالات وواقعات سننے کو ملتے۔

حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی ایماء سے ہی آپ نے امام اہل سنت حضرت مولانا سید احمد شاہ چوکیروی علیہ الرحمہ سے دورہ ردرفض پڑھا۔ حضرت مولانا احمد شاہ چوکیروی رحمہ اللہ سے پڑھنے کا واقعہ آپؒ نے راقم کو خود سنایا کہ: '' ایک بار امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کہا کہ '' حافظ ارشاد تمہیں صحابہ کرامؓ سے خصوصی لگاؤ ہے تم جاؤ احمد شاہ چوکیروی سے ردرفض پر پڑھ کر آؤ'' اور شاہ جیؒ نے امام اہلسنت سید احمد شاہ چوکیرویؒ کے نام خط بھی لکھ دیا، اور یوں مجھے ان کا ہاں

داخلہ مل گیا''۔

حضرت مولانا ارشاد احمد دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف مجھے ماہنامہ خلافت راشدہ فیصل آباد میں شائع ہونے والے ان کے مضامین سے ہوا پھر پتہ چلا کہ وہ ظاہر پیر سے ہیں۔ایک روز ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوا وہ اس پیار ومحبت سے ملے کہ میں حیران رہ گیا کہ پہلی ملاقات میں یوں لگ رہا تھا جیسے برسوں کا تعلق ہو۔میں ان کی خدمت میں ہر ماہ ایک آدھ بار ضرور حاضر ہوتا اگر نہ جاتا تو ان کا مکتوب یا کال آجاتی کہ وہ بھی منتظر ہیں۔اور یوں میں ان کی محبت میں اسیر ہوتا چلا گیا میں مضمون لکھتا تو ماہنامہ خلافت راشدہ میں بھیجنے سے قبل انھیں بھیج کر ان کی رائے طلب کرتا تا کہ اشاعت سے قبل اصلاح ہوجائے کبھی تو وہ کوئی جملہ حذف فرمادیتے اور کبھی میری حوصلہ افزائی کے لیے مضمون کو جوں کا توں رہنے دیتے اور بھرپور تعریف فرماتے ۔ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ:'' آں عزیز کا مکتوب گرامی مع مضمون ''امت مسلمہ میں انتشار پیدا کرنے والے گروہ کی نشاندہی'' ملا ہے ماشاءاللہ آپ نے اسے کافی محنت بلکہ متعدد کتب کی اوراق گردانی سے اور محنت عظیم سے ترتیب دیا ہے اگرچہ تاریخی واقعات جو آپ نے ایک جگہ جمع کردیئے ہیں یہ مختلف تاریخی کتب میں بکھرے ہوئے اصحاب علم وادب کے مطالعہ میں ضرور آئے ہونگے مگر الحمداللہ جس عظیم الشان بہت بہتر اور سلیقہ سے آپ نے ان کو جمع کیا ہے یہ وقت کی ایک بہت اہم ضرورت تھی اللہ تعالیٰ جس سے چاہتا ہے وہ اپنا کام لے لیتا ہے''۔(16/5/2008 کو یہ خط حضرتؒ نے لکھا)

میرا ایک مضمون ''دفاع صحابہؓ کیوں ضروری ہے..؟'' جو کئی رسالوں میں 2008ء میں شائع ہوا اس کی انہوں نے بہت تعریف کی اور کہا کہ یہ مضمون نقیب ختم نبوت کو بھی ارسال کردیں۔میری غیر مطبوعہ کتاب جو ابھی تک مسودہ کی شکل میں ہے ''عالم اسلام کی مظلوم شخصیت سیدنا امام معاویہ رضی اللہ عنہ'' جب مکمل ہوئی تو میں مسودہ حافظ ارشاد احمد دیوبندی رحمہ اللہ کے پاس لے کر حاضر ہوا۔مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ''مولانا کیا مجھے اس میں حک واضافہ کی اجازت ہے..؟'' میں نے عرض کی کہ حضرت صرف مقدمہ میں تعریف لکھوانا مقصود نہیں بلکہ اصلاح بھی فرمادیں اور لازمی امر ہے کہ اصلاح میں آپ کو حک واضافہ کا پورا پورا حق ہے اور میں بغیر کسی چوں چرا کیے اسے قبول کروں گا۔تقریباً 15 روز کے بعد مجھے وہ مسودہ ایک بھرپور علمی ومحققانہ مقدمہ کے ساتھ ملا۔کتاب میں متعدد مقامات پر انہوں نے اصلاح بھی فرمائی۔مقدمہ ایسا جاندار ہے کہ اگر کوئی شخص صرف مقدمہ پڑھ لے تو اس کے دل سے بغض معاویہ کے جراثیم مرجائیں۔مقدمہ ارسال فرمانے کے بعد ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:''عزیز محترم! آپ کی کتاب پر مقدمہ حاضر خدمت ہے یہ قدرے طویل بھی ہے اور میرے گرم مزاج کے مطابق تھوڑا سا گرم بھی ہے چیچہ وطنی کے ایک عزیز نے مجھ سے احرار کی توصیف میں ایک نظم کہلوائی تھی جس کا آخری شعر کچھ یوں ہے۔

وہ لوگ بھی ہیں فرعون جن سے ہے تقابل — ہم لوگ بھی احرار ہیں اب دیکھئے کیا ہو

بہرحال آپ اسے ملاحظہ فرمائیں بلکہ ایک بار دیکھ کر پھر نظر ثانی فرمائیں اور اگر اس کے کسی حصے کی ترمیم واضافہ مناسب سمجھیں تو بندہ عفا اللہ عنہ کے نوٹس میں دے کر اس کا بھی آپ کو اختیار ہے۔جب کہ میری پوری تاریخ گواہ

ہے کہ آج تک میں اپنے کسی مضمون سے متعلق نہ ترمیم کی اجازت دیتا ہوں نہ ہی اضافہ کی۔ اسے آں محترم صرف اپنی خصوصیت سمجھیے''۔(2/2/2008)

12/2/2008 کو ایک مکتوب تحریر فرمایا اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد یہ عبارت درج تھی ''حق معاویہؓ، برحق معاویہؓ''

ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ ''ابتدائیہ میں جو کلمات میرے نام سے منسوب کئے گئے ہیں میں ان کا حامل نہیں ہوں، من آنم کہ من دانم، بس وہی شیخ سعدیؒ والی بات ہے کہ ۔

بگفتا من گلے ناچیز بودم ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہم نشیں درمن اثر کرد وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

الحمدللہ کہ یہ بندہ ناچیز ایک مدت اسلاف علمائے حق کے ساتھ ایک ادنیٰ خادم کے طور پر رہا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔(26/6/2008 کو تحریر کردہ)

ایک بار انہوں نے اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ سے متعلق سوالات لکھ کر دارالعلوم دیوبند اور پاکستان کے چند بڑے دینی اداروں میں حصول فتویٰ کے لیے ارسال کیے دارالعلوم دیوبند اور پاکستان میں سے صرف مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ کے طرف سے جواب موصول ہوا۔ وہ بڑے درد بھرے لہجہ میں اس المیہ کا ذکر کرتے تھے کہ دینی مدارس نے جواب دینا بھی گوارا نہ سمجھا۔ حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ نے جو جواب دیا اس جواب سے وہ متفق نہیں تھے لیکن مفتی صاحب کی تعریف فرماتے تھے کہ انہوں نے ان کے مکتوب کو نظر انداز نہیں کیا۔

یہی سوالات انہوں نے مجھے لکھ کر ارسال کیے تو میں نے انہیں لکھا کہ حضرت یہ تو حضرات مفتیان دین وعلمائے دین کا منصب ہے میں تو ایک طالب علم ہوں ان کا جواب آیا کہ ہر دردمند مسلمان ان سوالات کو پڑھ کر اپنی رائے دے تو میں نے رائے کے ضمن میں چند صفحات لکھ کر ارسال کر دیئے ان کا جوابی مکتوب ملا کہ ''مولانا! آپ کا جواب پڑھ کر دل کو خوشی ہوئی آپ نے دلائل وبراہین کے ساتھ ایسا مدلل جواب تحریر کر دیا ہے کہ دل سے آپ کے لیے دعا گو ہوں'' اس طرح کے کئی مکتوب میرے پاس ان کے محفوظ ہیں۔

حضرت حافظ صاحب مرحوم ومغفور نے تقریباً تیس (۳۰) سے چھتیس (۳۶) کتب ورسائل تصنیف فرمائے، ان میں مشہور ''حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، کاروان اصحاب رسول اللہ علیہم الرضوان، کاروان اسلاف، خلافت سیدنا صدیق اکبرؓ اور تحریک ختم نبوت ، المرأۃ المسلمۃ (مسلمان عورت)، تقلید کی حقیقت کیا ہے؟، طب جسمانی ، تحفۃ الموحدین ، مسلمانوں کا عروج وزوال تاریخ اسلام کی روشنی میں، کاروانِ دین پور شریف، دنیا کا آخری نجات دہندہ'' ان کے علاوہ بے شمار کتب پر انہوں نے مقدمات وتقریظات تحریر کیں۔ دینی مجلّات ورسائل میں ان کے مضامین اس پر مستزاد ہیں، ان کے مضامین ہفت روزہ چٹان لاہور ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور ہفت روزہ خدام الدین لاہور ہفت روزہ لولاک فیصل آباد، ماہنامہ الاحرار ملتان، ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان، ماہنامہ مخزن العلوم خان پور، ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی، ماہنامہ

الخیر ملتان، ماہنامہ خلافت راشدہ فیصل آباد، ماہنامہ مناقب صحابہؓ فیصل آباد میں شائع ہوتے رہے۔

ان کے اکثر وبیشتر مضامین میں اکابر علمائے دین، بالخصوص حضرات دین پور شریف اور رہنمایانِ احرار خصوصیت کے ساتھ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مورخ اسلام سید الاحرار سید ابومعاویہ ابوذر بخاری، محسن الاحرار سید عطاء المحسن بخاری رحمہم اللہ کا تذکرہ ضرور ملتا ہے۔ وہ ذہنی طور پر کٹر احراری اور تحریری طور پر اصحاب واہل بیت رسولؐ کے مدح سرا تھے۔ ان کے مضامین میں ان کی بہت سی یادداشتیں درج ہوتی تھیں اور اخفاء تاریخ کو وہ اپنے قلم کے ذریعے سے عیاں کردیتے تھے۔ ان کے تجزیے وتبصرے بڑے جاندار ہوتے تھے راقم کی کتاب "اجمالی نظر" پر انہوں نے جو تبصرہ کیا وہ "مجلّہ نظام خلافت راشدہ، خیر پور میرس" میں شائع ہوا جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ پاکستان کے ایک بڑے عالم دین ان سے ان کی کتاب کا مسودہ چھاپنے کے لیے لے کر گئے لیکن کچھ عرصہ بعد اپنے نام سے کتاب چھاپ دی۔ وہ یہ بتا کر مسکراتے تھے اور فرماتے کہ اگر وہ صاحب مجھ سے اجازت لے لیتے تو میں بخوشی اجازت دے دیتا لیکن انہوں نے بغیر اجازت چھاپ دی کوئی بات نہیں۔ اسی طرح ان کے پاس ایک قدیم بڑی لائبریری تھی جس کا نام انہوں نے مفکر احرار چوھدری افضل حقؒ کے نام پر رکھا ہوا تھا جیسے آخر عمر میں "صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین لائبریری" رکھ دیا تھا۔ اس میں سے بھی بہت سے لوگ کئی کئی جلدوں کی کتابیں پڑھنے کے لیے لے کر جاتے اور واپس نہ کرتے تھے اس طرح کئی نایاب کتب لوگ اٹھا کر لے گئے۔

2009ء میں راقم السطور تلاش معاش کے لیے سعودی عرب چلا گیا۔ وہاں سے بذریعہ موبائل ان سے رابطہ رہا اور خط کتابت بھی ہوتی رہی وہ بھی مجھے سعودی عرب خط لکھتے رہے۔ 2010ء میں میں نے انہیں لکھا کہ اس سال حج کا ارادہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ حج کی شرائط میں تو نہیں لیکن مدینہ منورہ ضرور بالضرور حاضری دینا اور روضۂ رسول ﷺ پر اور حضرات شیخینؓ کے مواجہات کے سامنے میری طرف سے بھی ہدیۂ صلوٰۃ وسلام پیش کردینا۔

نومبر 2014ء میں میری سعودیہ عرب سے مستقل واپسی ہوئی تو میں کراچی سے بذریعہ بس صادق آباد آ گیا۔ وہاں والد صاحب کار لائے ہوئے تھے ہم براستہ ظاہر پیر گھر آرہے تھے تو میں نے کار ڈرائیور سے کہا ظاہر پیر شہر جانا ہے۔ ہم جب حضرت دیوبندی کے گھر پہنچے تو وہ مل کر بڑے خوش ہوئے۔ ان کے چھوٹے فرزند بھائی غلام اللہ خان کچھ فروٹ لے آئے جس سے انہوں نے ہماری ضیافت کی، کچھ دیر بیٹھ کر میں نے اجازت چاہی۔ حضرت نے دوبارہ آنے کو کہا۔ دو تین بار دوبارہ بھی چکر لگا۔ کچھ عرصہ سے وہ کافی علیل تھے اور ظاہر پیر شہر سے اپنے گاؤں میں منتقل ہوگئے تھے دوبارہ وہاں بھی ان کی زیارت کے لیے جانا ہوا۔ حضرت مرحوم کے بڑے فرزند بھائی عبداللہ حجازی سے موبائل پر کافی دیر بات ہوئی انہوں نے بتایا کہ "حضرت بڑی خوشی سے اس بات کا تذکرہ کرتے تھے کہ دیکھو عبدالمنان سعودی عرب سے واپسی پر پہلے مجھے ملنے آیا ہے گھر بعد میں گیا"۔

لیکن خانہ خراب ہو فکر معاش کا، کہ میں لاہور میں تھا اور حضرت مولانا حافظ ارشاد احمد دیوبندی "مدظلہ" سے "رحمۃ اللہ علیہ" کے حق دار ہوگئے انہوں نے تقریباً 82 سال عمر پائی گویا ایک صدی۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضرت مولانا ارشاد احمد دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی کہ: ”میرا مسلک اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کے مسلک حق کی تقلید ہے۔ اسلاف علمائے دیوبند اسلام کے حقیقی ترجمان اور وارث ہیں۔ لہٰذا میرے ورثا حضرات کا فرض منصبی ہے کہ وہ اسلاف علماء دیوبند کے مسلک کے مطابق اپنی مستعار زندگی کے شب وروز گزاریں اور حق کی جماعت کے ساتھ منسلک رہیں۔ اس کے علاوہ دیگر گروہ افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ قرآن وحدیث کی سچی پیروی ہمارا عین ایمان ہے۔ ورنہ انسانی دل ودماغ پر شیطان ڈیرا ڈال دیتا ہے۔ گانے بجانے سے اجتناب اور ٹی وی جو ٹی بی ہے سے بچنا بلکہ بھاگنا اپنا جزو ایمان بنائیے۔ بلکہ ان سے قلبی نفرت کا اظہار برملا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت حفاظت ایمان کی مخلصانہ دعا کا ورد رکھنا چاہیے۔ میری وفات کے بعد جتنا جلد ممکن ہو سکے میری تدفین بڑی عجلت سے کرنی چاہیے۔ میرا جنازہ کوئی موحد مسلمان جو شرک وبدعت کا عملی طور پر باغی ہو وہ امامت کرائے۔ مقتدیوں میں طلبائے کرام کی جماعت کو شرکت کی دعوت ضرور دینی چاہیے۔ نیز میرے عزیز وغیرہ رونے اور بین کرنے سے ہر حال میں اجتناب کریں اور جتنا ہو سکے صبر جمیل کا مظاہرہ کریں اور میرے لیے مغفرت کی خوب مخلصانہ عاجزانہ دعاؤں کا دائماً اہتمام رکھیں۔ کفن نہایت کم قیمت اور بہت ہی سادہ ہونا چاہیے۔ اگر ممکن ہو مسلمانوں کے اجتماعی قبرستان میں دفن کیا جائے۔ ورنہ جہاں جگہ ملے وہیں سہی۔ قبر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کے تحت نہایت ہی سادہ بنائی جائے۔ جس میں پکی اینٹ بالکل استعمال نہ کی جائے ۔والی اللّٰہ ترجع الامور

عزیز و سادہ ہی رہنے دو لوح تربت کو　　　ہمیں مٹے تو یہ نقش ونگار کیا ہوگا

فقط: افقر الی اللّٰہ الصمد: فقیر ارشاد احمد دیوبندی عفاء اللہ عنہ مدیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین لائبریری، ظاہر پیر، ضلع رحیم یار خان

شورش کاشمیری رحمہ اللہ نے شاید حافظ ارشاد احمد دیوبندی رحمہ اللہ جیسے بزرگوں کے بارے میں کہا تھا کہ ؎

اس چمن کو پھونک ڈالیں یہ جہاں برہم کریں　　　تا بکے اپنے بزرگوں کا یہاں ماتم کریں
آئے دن رخت سفر باندھے ہوئے جاتے ہیں لوگ　　　اب کہاں تک امتحان دیدہ پرنم کریں
روشنی بجھتی چلی جاتی ہے مہر وماہ کی　　　مرنے والوں سے کہو شوق سفر مدھم کریں
کیسی کیسی صورتیں داغ جدائی دے گئیں　　　اب کہاں سے ڈھونڈ لائیں انہیں کیا ہم کریں
شوق آوارہ ، وفا رسوا ، قضا خنجر بکف　　　اب کسے رہبر کریں اور کسے ہمدم کریں